روزنامہ امت کراچی

امریکہ-اسرائیل کے صلاح کار کو طاہر القادری نے مشیر بنالیا

مسلمانوں کی وفاداریاں خریدنے کے "شرعی" منصوبوں پر کام کرنے والوں میں شامل ڈاکٹر جوئل عیسائیت چھوڑ کر یہودی بنے-اسلامی تعلیمات سے متاثر ہونے کا پروپیگنڈا شدت پسندی پسندیدہ موضوع ہے

ڈاکٹر جوئل ہیوارڈ

اسلام آباد (محمد یونس عالم/تجزیہ نگار) کم لوگ یہ بات جانتے ہیں کہ امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کے دفاعی اداروں کے مشیر ڈاکٹر جوئل ہیوارڈ علامہ طاہر القادری اور ان کے ادارے منہاج القرآن کے بھی مشیر ہیں اور اس کا اعلان برطانیہ میں رجسٹرڈ منہاج القرآن نے اپنی ویب سائٹ minhajuk.org پر کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کی وفاداریاں خریدنے کے "شرعی" منصوبوں پر کام کرنے والوں میں شامل ڈاکٹر جوئل عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے مگر بعد میں یہودی مذہب اختیار کرلیا تھا۔ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہونے کا بھی پروپیگنڈا کرتے رہے۔ کبھی کبھی مسجد میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ پسندیدہ ترین موضوع شدت پسندی ہے، جس کے خلاف صرف مشرق وسطیٰ میں بیسیوں سیمینار منعقد کرا چکے ہیں، جن سے خطاب کے دوران پہلے وہ اسلامی تعلیمات کو سراہتے ہیں اور پھر فوراً ہی افغانستان، عراق اور فلسطین میں جاری مزاحمتی تحریکوں کو آڑے ہاتھوں لیتے ہیں۔ 6 برس قبل ضوئل (ڈاکٹر جوئل) کے قبول اسلام کے اعلانات بھی ہوئے، تاہم راقم نے 2 برس قبل تھائی لینڈ کے شہر بنکاک میں موصوف کو دیکھا ہے، جہاں وہ انڈونیشیا اور ملائیشیا کے اسکالرز کو لے کر ایک سیمینار میں مصروف تھے، آفیشل مصروفیات کی وجہ سے ان کا زیادہ تعاقب نہ کرسکا، تاہم ایک فرانسیسی دوست کی مدد سے سرکار کو مقامی چرچ میں عبادت میں مصروف دیکھا۔ اسی طرز کی ایک عیسائی جرمن خاتون سے پشاور میں ملاقات ہوئی تھی۔ سر کے بال ڈھکے ہوئے، عربی طرز کا عبایا، اس میں سے جھلکتا ہوا مکمل مشرقی لباس۔ سبحان اللہ ماشاء اللہ اور الحمدللہ جیسی اصطلاحات کا بھرپور استعمال۔ اردو اس قدر نستعلیق کہ بابائے اردو مولوی عبدالحق زندہ ہوتے تو متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتے تھے۔ رحمن بابا کے اشعار سنائے تو اندازہ ہوا پشتو پر بھی دسترس ہے۔ خود پر بہت کنٹرول کیا مگر ایک سوال کئے بغیر رہ نہ پایا: کیا آپ مسلمان ہیں؟ کہنے لگی: نہیں مسلمان نہیں ہوں، مگر مجھے لگتا ہے میں جلد مسلمان ہوجاؤں گی، کیونکہ اسلامی تعلیمات سے میں بہت متاثر ہوں، خاص طور سے بین الاقوامی انسانی حقوق سے اسلامی تعلیمات مطابقت ہے، اس نے مجھے بہت متاثر کیا، اسی حوالے سے میں کام بھی کر رہی ہوں تا کہ اسلام کو دوش دینے والی مغربی دنیا پر حقیقت کھلے، اس سلسلے میں مذہبی شخصیات سے مشاورت بھی کر رہی ہوں۔ چونکتے ہوئے میں نے سوال کیا کہ وہ شخصیات کون ہیں؟ مانسہرہ کی ایک مذہبی شخصیت کا نام لیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے مجھے بیٹی بنالیا ہے، پھر خیبر پختون کی ایک اور مذہبی شخصیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ان کی بھی میں منہ بولی بیٹی ہوں، شخصیات کی ان عنایتوں کی کھوج میں نکلا تو معلوم ہوا کہ محترمہ پابندی کے ساتھ اپنے غیر رجسٹرڈ این جی او کو ہزار روپے کا ایزی لوڈ کرتی ہے۔ قصہ مختصر کچھ ہی وقت بعد محترمہ کے قبول اسلام کی خبریں گردش کرنے لگیں۔ گزشتہ برس کے اوائل میں جب پاکستان کے خفیہ اداروں نے مشکوک غیر ملکی اداروں اور شخصیات کے گرد گھیرا تنگ کیا تو محترمہ اپنے ملک سدھار گئیں۔ کچھ ہی دنوں بعد سوشل نیٹ ورک کے ذریعے پتہ لگا وہ اب ایران میں پائی جاتی ہیں۔ کوئی سات آٹھ ماہ قبل ایران بارڈر پر ایک اغوا کیس میں جانا ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مشہد کی ایک کانفرنس میں سرگرم اسی محترمہ کا معاملہ یکسر دیگر ہے۔ بال بے بی کٹ۔ برہنہ سینہ۔ جینس کی کوارٹر پینٹ۔ وائن کا گلاس اور فارسی زبان پر غیر معمولی دسترس۔ اہل بیت سے اس کی عقیدت مثالی تھی۔ اللہ رب العزت سے معافی کا درخواست گزار ہوں مگر نائن الیون کے بعد قبول اسلام کے ان واقعات سے خوفزدہ ہونا پڑے گا جو کسی بین الاقوامی پروجیکٹ سے منسلک ہیں اور تب یہ خوف دو آتشہ ہوجائے گا جب آپ کو علم ہو کہ 1916 میں ترک افواج نے کرنل خلیل پاشا کی کمانڈ میں دجلہ کے کنارے 10 ہزار برطانوی افواج کو جب عبرتناک شکست دی تو برطانیہ کے لیفٹیننٹ کرنل تھامس ایڈورڈ لارنس نے یہ بدلہ شریعت کے سانچوں میں ڈھل کرلیا۔ 2 عرب نوجوانوں کو ساتھ ملا کر بصرہ کے ایک ہوٹل میں جاسوسی نیٹ ورک قائم کیا۔ عربی سیکھی، جبہ پہنا، بصرہ کی جامع مسجد میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور عرب صحرانشینوں میں اتر گیا۔ ماہانہ 2 لاکھ پونڈ اس نے تقسیم کرنا شروع کئے۔ اسلام سے اپنی وفاداری کا ایسا ثبوت دیا کہ گورنر مکہ حسین ہاشمی کو بمع اہل وعیال شیشے میں اتار دیا اور بالآخر ترکوں کے خلاف عربوں کو بغاوت پر اکسانے میں وہ کامیاب ہوگیا۔ برطانیہ میں تھامس واپس اپنے روپ میں دیکھا گیا۔ مسلمان دیکھتے رہ گئے اور برطانیہ نے تھامس کو لارنس آف عربیہ کا خطاب دے دیا۔ کچھ دیر کے لئے حقیقت پر آئیں تو پورے مشرق وسطیٰ اور وسطی ایشیا میں لارنس آف عربیا پھیلے نظر آئیں گے۔ علامہ اقبال نے اضطراب کی ایسی ہی کسی کیفیت میں شاید رب کے حضور التجا کی تھی

محرومِ تماشہ کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

بہرکیف! واپس آتے ہیں ڈاکٹر جوئل کی طرف۔ اطلاعات کے مطابق 1964 میں نیوزی لینڈ کے ایک عیسائی گھرانے میں جنم لینے والے ڈاکٹر جوئل کا نام والدین نے اسٹوورٹ انڈریو ہیوارڈ رکھا۔ شعور نے پختگی پکڑی تو اسے تاریخ کا مطالعہ کرنے کا شوق چرایا۔ یہودی دادی کے مشورے پر یہودی مذہب کا مطالعہ شروع کیا تو عبرانی زبان سے آشنائی کیلئے اسرائیلی مفادات کو تحفظ دینے والے نیوزی لینڈ کے قومی ادارے "دی نیوزی لینڈز فرینڈز آف اسرائیل" کی ممبر شپ حاصل کرلی، جس کے توسط سے انڈریو ہیوارڈ اسرائیل پہنچا۔ شوق مطالعہ اور اسرائیل کی صحبتوں نے انڈریو ہیوارڈ کو جلد ہی جوئل ہیوارڈ بنا دیا۔ دادی کی خواہش پر عیسائی مذہب ترک کر کے یہودیت اختیار کرلی، مگر مسیحی صفوں میں اپنے احترام کو کسی صورت کم ہونے نہیں دیا۔ جنگی اور دفاعی تاریخ کو اپنا بنیادی مضمون بنا کر جوئل نے اپنے تعلیمی کیریئر کا آغاز کیا۔ آرٹس اور تاریخ میں ڈگریاں حاصل کرنے کے ساتھ ہی مختلف مغربی جرائد و رسائل میں جوئل دفاعی تجزیوں پر آرٹیکل لکھنے لگا، جن سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ جنگی تاریخوں میں دوسری جنگ عظیم اس کے دل و دماغ پر زیادہ اثر انداز ہوئی ہے۔ جوئل کا دوسرا ظہور مغربی دانشگاہوں میں اس وقت ہوا، جب اس نے اپنا پی ایچ ڈی مقالہ "دوسری جنگ عظیم میں جرمن فضائی کارروائیوں کا ایک مطالعہ" کے عنوان پر لکھا۔ اسی مقالے کی بنیاد پر امریکی فضائیہ ریسرچ ایجنسی نے جوئل کو اسکالرشپ دے دی۔ یوں یہ مقالہ امریکی اداروں سے جوئل کے دیرینہ مراسم کا پہلا ذریعہ ثابت ہوا۔ نوے کے اوائل میں جوئل کا حقیقی ظہور رہوا، جب اس نے ڈاکٹر جوئل ہیوارڈ کے نام سے باقاعدہ پیشہ ورانہ زندگی کا آغاز کیا۔ میسی یونیورسٹی میں لیکچرار کے طور پر تقرر رہوا۔ 3 سال کے بہت ہی کم عرصے میں پروموٹ ہوکر سینئر لیکچرار بن گیا۔ جنگوں کے جدید نظریاتی اور تصوراتی پہلوؤں پر ہونے والے ان کے لیکچرز نے یورپ کے تعلیمی اداروں میں دھوم مچادی۔ 1997 میں ڈاکٹر جوئل آفیسر کیڈٹ اسکول آف دی نیوزی لینڈ آرمی میں لیکچرر مقرر ہوگئے اور اسی دورانیے میں کمانڈ اینڈ اسٹاف کالج آف دی رائل نیوزی لینڈ ایئر فورس میں ڈاکٹر جوئل فضائی جنگوں کی اخلاقی حدود پر کلاسیں لینے لگے۔ یہی وہ وقت تھا جب دفاعی امور پر شائع ہونے والے آرٹیکلز ڈاکٹر جوئل کو برطانیہ میں متعارف کروانے لگے۔ برطانوی تعلیمی اور دفاعی اداروں کی طرف سے منہ مانگے معاوضوں کی آفر نے ڈاکٹر جوئل کو نیوزی لینڈ چھوڑنے پر مجبور کردیا۔ 2004ء کے بعد جوئل ہیوارڈ برطانیہ پہنچے اور جوائنٹ سروسز کمانڈ اینڈ اسٹاف کالج میں بطور لیکچرار کے اپنے کیریئر کا نیا آغاز کردیا۔ ترقی کی رفتار کا عالم دیکھئے کہ ایک برس مکمل ہونے سے قبل وہ ایئر پاور اسٹڈیز ڈویژن کے سربراہ مقرر ہوگئے۔ برطانیہ کے رائل ایئر فورس اور کنگز کالج لندن میں باقاعدگی سے ان کے لیکچرز کا اہتمام ہوتا رہا۔ جلد ہی وہ رائل ایئر فورس کالج میں ڈین کی حیثیت سے فرائض بھی انجام دینے لگے۔ لمحہ موجود میں ڈاکٹر جوئل ہیوارڈ ایئر فورس سینٹر فار ایئر پاور اسٹڈیز کے ڈائریکٹر ہیں۔ حال ہی میں متحدہ امارات کی خلیفہ یونیورسٹی میں پروفیسر کی حیثیت سے ان کا تقرر رہوا ہے۔ برطانیہ کے کمانڈ اینڈ اسٹاف ایئر پاور ورک شاپ کے وہ باقاعدہ ممبر ہیں۔ جرمنی، نیوزی لینڈ، امریکہ اور اسرائیل کے عسکری ادارے دفاعی امور پر ان کی صلاحیتوں سے مستقل بنیادوں پر استفادہ کررہے ہیں۔ غرضیکہ ڈاکٹر جوئل کی تدریسی، مشاورتی اور تصنیفی مصروفیات شرق و غرب پر محیط ہیں۔ ڈاکٹر جوئل ہیوارڈ جو بیک وقت اسرائیلی اداروں اور طاہر القادری کے مشیر ہیں، ان کے مذکورہ پس منظر اور پیش منظر کا جائزہ لیں تو 3 باتیں واضح ہوں گی۔ اول یہ کہ ڈاکٹر جوئل دفاعی امور کے ماہر ہیں۔ دوم جوئل کی صلاحیتوں سے امریکہ سے اسرائیل تک متعدد دفاعی ادارے بیک وقت استفادہ کررہے ہیں۔ سوم یہ کہ ایک ہی وقت میں وہ کئی بڑے اداروں کی باقاعدہ ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ صلاحیتوں کی اس قدر بلندی اور وقت کی اتنی تنگی میں انہوں نے طاہر القادری نامی ایک کینیڈین شہری میں ایسے کیا جواہر و لعل دیکھے کہ ان کے مشیر مقرر ہو گئے؟ اسی تناظر میں دوسری طرف ڈاکٹر طاہر القادری کے پس منظر و پیش منظر پر ایک نظر ڈالیں تو 3 حقیقتیں واضح ہیں۔ اول یہ کہ تاریخ اور دفاع سے ان کا دور پرے کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ دوم ان کی تنظیم منہاج القرآن کوئی عسکری تنظیم ہے اور نہ ہی اس ادارے کے تحت کوئی کیڈٹ کالج چل رہا ہے اور سوم وہ مشیروں کے مشوروں کو نہیں بلکہ خوش آمدی اداؤں کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے میں ایک سوال پوری شدت سے جنم لیتا ہے کہ آخر کار قبلہ طاہر القادری کو اپنا مشیر رکھنے کے لیے دفاعی امور کے ایک ماہر کی ضرورت کیوں کر پڑ گئی؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب ڈاکٹر جوئل کی نائن الیون کے بعد کی "غیر نصابی" سرگرمیوں میں پنہاں ہے۔ چلیے ایک نظر ڈالتے ہیں۔ نائن الیون کے بعد اسلامی دنیا میں اٹھنے والے شدید ردعمل نے مغربی دنیا کو پریشانی سے دوچار کئے رکھا ہے۔ اس پریشانی سے نمٹنے کے لیے امریکہ اور برطانیہ کے پرائیویٹ دفاعی اداروں اور تھنک ٹینکس کی سفارشات پر اقوام متحدہ نے مختلف پروجیکٹ تشکیل دیئے۔ سب سے موثر پروجیکٹ بھارت اور پاکستان میں صوفی ازم کی جدید بنیادوں پر ترویج کا تھا۔ اقوام متحدہ کی طرف سے اس مقصد کی تکمیل کی ذمہ داری جارج ڈبلیو بش کے سفیر خاص برائے پاک افغان امور زلمے خلیل زاد کی بیوی شیرل بینارڈ کو سونپی گئی۔ شیرل بینارڈ ثقافتی امور پر تحقیق کرنے والے ایک ریسرچ ادارے رینڈ کارپوریشن کی تادم تحریر سربراہ ہیں۔ شیرل بینارڈ کی عنایتوں کا ثمر تھا کہ پاکستان میں پرویز مشرف نے صوفی کونسل تشکیل دی اور چوہدری شجاعت حسین اس کے سربراہ مقرر کردیئے گئے۔ تصوف اور چوہدری شجاعت؟۔ سبحان تیری قدرت۔ یہی وہ وقت تھا جب پاکستان میں پاپ سنگرز نے بھی صوفی کلام کو تختہ مشق بنانا شروع کردیا۔ سیکڑوں دھنوں پر بابا بلھے شاہ کا "الف اللہ چنبے دی بوٹی" گایا گیا مگر 2 گلوکاروں کے سوا کوئی اس کا مطلب بھی نہیں جانتا تھا۔ سابق امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن نے وسطی پنجاب کے دورے کئے اور اس دوران کئی آستانوں میں میٹرو اگربتی کی جگہ بیش قیمت عود اور البخور کی ڈھلیوں نے لینا شروع کردی۔ متعدد قبروں کے مجاور راتوں رات مال بردار سوزوکیوں سے اترے اور فراٹے بھرتی فور بائی میں سوار ہوگئے۔ مبصرین کے مطابق اس پورے پس منظر میں ایک بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت طاہر القادری کو ڈاکٹر جوئل کی نہیں، بلکہ ڈاکٹر جوئل کو حضرت طاہر القادری کی اشد ضرورت تھی تا کہ مطلوبہ اہداف حاصل کئے جا سکیں۔ گنیز بک آف دی ورلڈ ریکارڈ میں یہ بات محفوظ ہوجانی چاہیے کہ ڈاکٹر جوئل شاید دنیا کا وہ پہلا مشیر ہے جو اپنے باس سے قیمتی مشوروں کا معاوضہ لیتا نہیں ہے بلکہ دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆